

تفسیر فراہی میں کلام عرب سے استشہاد

ابوسفیان اصلاحی

سورہ عصر کی تفسیر میں مولانا نے سب سے پہلے لفظ ”عصر“ سے بحث کی ہے عصر زمانہ کو کہتے ہیں، جہاں لفظ ”دھر“ میں زمانہ کی مجموعیت کا پاس و لحاظ ہے وہیں عصر میں زمانہ کے گزرنے اور تیز روی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے اس کا اطلاق گزرے ہوئے زمانہ پر ہوتا ہے۔ ۱۲۷ امرء القیس کا شعر ہے

وہل ینعمن من کان فی العصر الخالی ۱۲۸

(اور ان کے لئے کیا آسائش ہے جو گزرے ہوئے زمانے میں تھے؟)

اسی مفہوم کو عبید بن الارص نے اس طرح ادا کیا ہے۔

فذاک عصر و قد ارانی یحملنی نہدۃ سرحوب ۱۲۹

(وہ بھی ایک زمانہ تھا جب میں اپنے آپ کو دیکھتا تھا کہ بلند قامت

اور تیز رفتار گھوڑی مجھے سوار کئے ہوئے ہے)

وقد ”آرانی“ دراصل ”حین کنت آرانی“ ہے جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے۔

اسی مفہوم کو متمس نے ۱۳۰ء اپنے شعر میں اس طرح پیش کیا ہے۔

عرفت لأصحاب النجائب جدۃ اذا عرفوالی فی العصور الاوائل ۱۳۱

قطای ۱۳۲ء نے بھی اسی مفہوم کو اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔

إنی اہتدیت لتسلیم علی دمن بالغمر غیرہنّ الاعصرُ الاول ۱۳۳

(مقام غمر میں میں نے ان کھنڈرات کو سلام کیا جن کو گزشتہ زمانوں نے بدل ڈالا تھا)

درید بن صمد نے بھی اسی گزرے ہوئے زمانہ کے مفہوم کو اپنے شعر میں یوں

پیش کیا ہے۔

فان لاترکی عدلی سفاہا تلمک علیہ نفسک غیر عصر ۱۳۴

(اگر تو بے وقوفی کی بناء پر مجھے ملامت کرنا نہ ترک کرے گی۔ تو تھوڑے ہی عرصہ بعد تمہارا نفس تم کو ملامت کرے گا۔)

آگے مولانا یہ بتاتے ہیں کہ اہل عرب زمانہ کی تیز رفتاری سے بخوبی واقف تھے اور انھیں اس کا بھی احساس تھا کہ زمانہ سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو مستعد اور سرگرم ہو۔ ۱۳۵۔ اسی احساس کا اثر مشقب عبدی ۱۳۶ کے درج ذیل شعر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

إن الأمور إذا استقبلتها اشتبهت وفي تدبرها التبيان والعبر ۱۳۷

(معالات اپنی ابتداء میں مشتبہ ہوتے ہیں اور ان میں غور و خوض کرو تو ان میں بڑی بصیرتیں پنہاں ہوتی ہیں)

یہی احساس قس بن ساعدہ ۱۳۸ کے یہاں بھی موجود ہے۔

ففي الذا هيين الأولين من القرون لنا بصائر ۱۳۹

(پہلے گزر جانے والی نسلوں میں ہمارے لئے بصیرتیں ہیں)

اس شعر کے بعد مولانا نے قس بن ساعدہ کا ایک مشہور خطبہ نقل کیا ہے جس میں اس نے لوگوں کی غفلت، حقائق سے چشم پوشی اور زمانے کی اہمیت سے لوگوں کی لاپرواہی کا ذکر کیا ہے۔ یہ مضامین کلام عرب میں کثرت سے ملتے ہیں۔ ۱۴۰ شعراء میں عدی بن زید کا تو یہی موضوع ہی ہے۔

اعاذل ما يدريك ان منيتي الي ساعة في اليوم اوفى ضحي غد

(اے ملامت گر تجھے کیا معلوم کہ میری موت آج کسی گھڑی آ سکتی ہے یا کل وقت چاشت میں)

اعاذل أن الجهل من لذة الفتى وان المنايا للرجال بمرصد ۱۴۱

(اے ملامت گر! رندی جوانی کی لذتوں میں سے ہے اور موت ہر وقت لوگوں کی گھات میں رہتی ہے)

كفى زاجرا للمرء ايام دهره تروح له بالو اعظاظ وتغتدى ۱۴۲

(انسان کے ایام روزگار ہی اس کی تنبیہ کے لئے کافی ہیں، ہر صبح و شام اس کے سامنے نصیحتوں کے ساتھ آتے ہیں)

آیت ”وَتَوَاصُوا بِالْحَقِّ“ میں لفظ حق پر روشنی ڈالتے ہوئے حق کے دو معنی بتائے گئے ہیں، ایک عام دوسرا خاص، اس کا خاص معنی مواسات و ہمدردی ہے، اس کا دوسرا مترادف لفظ مرحمت ہے۔ کلام عرب میں اس لفظ کے مواقع استعمال سے واضح ہے کہ جو چیزیں دوسروں کے نزدیک اخلاقی فضیلت کا درجہ رکھتی ہیں وہ اللہ کے نزدیک واجب کا درجہ رکھتی ہیں۔ ۱۴۲ اسی حیثیت سے شعراء نے اکثر اس کا ذکر کیا ہے۔ ربیعہ بن مرقوم ۱۴۳ کا شعر ہے۔

يَهِينُونَ فِي الْحَقِّ أَمْوَالَهُمْ اِذَا لَزَبَاتُ التَّحِينِ الْمُسِيْمَا ۱۴۴
(ادائیگی حق کی راہ میں وہ اپنے اموال کو حقیر تصور کرتے ہیں، موسم قحط میں لوگوں کے لئے اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے کھلانے کے لئے تیار رہتے ہیں)
سوید بن ابی کابل الیشکری ۱۴۵ کا شعر ہے۔

مِنْ اِنْسَانٍ لَيْسَ مِنْ اخْلَاقِهِمْ عَاجِلُ الْفَحْشِ وَلَا سَوَاءُ الْجَزَعِ
(یہ وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق میں عاجلانہ بدگوئی اور گھبراہٹ نہیں ہے)
عرف للحق ما يغني به عند مر الأمر ما فينا خرع ۱۴۶
(حقوق کو پہچانتے ہیں، اس سے لا تعلق نہیں ہوتے ہیں، معاملات کے وقت ہمارے اندر کمزوری نہیں ہوتی)
لبید کا شعر ہے۔

فَإِنْ تَقَبَّلُوا الْمَعْرُوفَ نَصِيرٌ لِحَقِّكُمْ وَلَنْ يَعْلَمَ الْمَعْرُوفُ حَقًّا وَمُسْمَاً ۱۴۷
آیت ”وَتَوَاصُوا بِالصَّبْرِ“ میں لفظ ”صبر“ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتاتے ہیں کہ صبر کا مفہوم عجز و تدلل ہرگز نہیں ہے، جو بے بسوں اور مجبوروں کا شیوہ ہے، بلکہ اس کا تعلق عزم و استقلال سے ہے، کلام عرب میں اس کا استعمال کثرت سے ہے۔ ۱۴۸
حاتم طائی کا شعر دیکھئے۔

وغمرۃ موت لیس فیہا ہواۃ یكون صدور المشرفی جسورہا
(موت و ہلاکت کے کتنے دریا ہیں جن کی شدت میں کسی نرمی کا پتہ نہیں ہے، ان پر
تلواروں کی دھار کے پل ہیں)

صبر نالہ فی نہکھا ومصابہا بأسیافنا حتی یبوخ سعیرہا ۱۴۹
(ہم نے ان کی تمام آفات و شدائد کے مقابل میں اپنی تلواروں کے ساتھ ثابت
قدمی دکھائی یہاں تک کہ اس کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی)
یہی مفہوم اصحیحؒ کے یہاں اس انداز میں موجود ہے۔

یا ابن الحجاجۃ المنارۃ والصابرین علی المکارہ ۱۵۱
(اے شریف سرداروں اور شدائد پر صبر کرنے والوں کی اولاد!)
زہیر بن ابی سلمیٰ کا شعر دیکھئے

قود الحیاد واصهار الملوک وصبر فی مواطن لو کانوا بها سثموا ۱۵۲
(اصیل گھوڑوں کی سواری اور بادشاہوں کی دامادی اور ان مورچوں میں ثابت
قدمی جہاں دوسرے ہمت ہار بیٹھیں)

سورہ فیل میں بھی مولانا نے کثرت سے اشعار عرب سے استشہاد کیا ہے
اور اشعار عرب ہی کی بنیاد پر مفسرین کے خیال کے برعکس یہ نظریہ پیش کیا کہ اہل عرب نے
ابرہہ کی فوج کا مقابلہ کیا نہ کہ اپنے اونٹوں کی خاطر خانہ کعبہ کو ان کے سپرد کر دیا کہ اس کا
محافظ تو اللہ ہے۔ اس سورہ میں آئے ہوئے لفظ ”کید“ سے بحث کرتے ہوئے مولانا
وضاحت کرتے ہیں کہ اس کا مفہوم مخفی تدبیر ہے۔ ۱۵۳ اقرآن کریم میں ارشاد ہے۔

”لا یضرکم کیدہم شیئاً“ ان کی مخفی تدبیریں تمہیں ذرا بھی گزند نہ
پہنچا سکیں گی یہی مفہوم نابغہ کے یہاں اس طرح ہے۔

یقودہم النعمان منہ بمحصف وکید یغم الخار جی مناجد ۱۵۴
(نعمان ان کی ایسی محکم تدبیر کے ذریعہ قیادت کرتا ہے جو زور آور حریفوں کو بھی
زیر کر لے)

زہیر بن ابی سلمیٰ بادشاہ مثال کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے!

لہ لقب لباعی الخیر سهل و کید حین تبلوہ متین ۱۵۵
(طالب خیر کے لئے اس کا نام لطف و کرم ہے اور جب تم اسے آزمائے گے تو اس کی تدبیر کو تم محکم پاؤ گے)

لفظ ”تضلیل“ پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نے بتایا کہ یہ اضلال کا مبالغہ ہے۔ مصدر یہاں صیغہ مجہول کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ ہاتھی والوں کی تدبیر اکارت گئی۔ اسی لئے کید کے لئے ضلال اور عدم ہدایت کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ ۱۵۶
قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

”وَأَن اللہ لَا یَهْدِی کَیْدَ الْخَائِنِینَ“
(یوسف: ۵۲/۱۲) اور خیانت کرنے والوں کی چال کو اللہ ناکام بنا دیتا ہے۔

کعب بن زہیر ۱۵۷ کا شعر ہے ۱۵۷

إِن الْأَمَانِی وَالْأَحْلَامُ تَضْلِل ۱۵۸

(بیشک آرزوئیں اور تمنائیں اکارت ہیں)

لفظ ”أبَابِل“ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کی واحد نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک ابالہ کی جمع ہے ”عموماً یہ لفظ گھوڑوں کی جماعت اور چڑیوں کے جھنڈ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۱۵۹ زہیر بن ابی سلمیٰ کا شعر ہے۔

بِالْفَوَارِ سَمْنٍ وَرَقَاءٍ قَدْ عَلِمُوا فَرَسَانِ صَدَقَ عَلٰی جَرْدِ أَبَابِلِ
(اور ورقاء کے ایسے شہسواروں کے ساتھ جو اصل غول درغول گھوڑوں پر سوار تھے اور جن کی شجاعت مسلم تھی)
اعشیٰ کا شعر ہے!

طریق وجبار رواء اصولہ علیہ أَبَابِلِ مِنَ الطَّيْرِ تَنْعَب ۱۶۰
(کھجوروں کے چھوٹے اور بڑے درخت کی جڑیں سیراب تھیں، اور ان پر کوؤں

کے غول کا میں کائیں کر رہے تھے)

لفظ ”الحجارة“ کو حجر کا جمع بتایا جاتا ہے، لیکن مولانا نے اسے اسم صفت قرار دیا ہے۔
۱۶۱ قرآن مجید میں مشرکین کی زبانی منقول ہے۔

قل كونوا حجارة أو حديداً
أو خلقاً مما يكبر في
جبي میں کوئی اور سخت صورت آتی ہو

صدور کم (الاسراء: ۵۱-۵۷)

اسی کو اُٹھائی نے اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔

و حوادث الأيام لا يبقی لها الاحجارة ۱۶۲

(اور حوادث روزگار کے بالمقابل صرف پتھر ہی باقی رہ سکتے ہیں)

اس کے بعد مولانا نے ”کعصف ماکول“ سے بحث کرتے ہوئے فرمایا
کہ عصف گیہوں وغیرہ کے پتوں اور خشک اور ریزہ ریزہ ڈنٹھلوں کو کہتے ہیں ”ماکول“
وہ شی ہے جو کھائی جائے۔ کسی شی کا نام اس کے انجام کے اعتبار سے رکھا جاتا ہے۔
عربی زبان کا عام اسلوب ہے، یہاں وہی اسلوب ملحوظ ہے۔ ۱۶۳ قرآن کریم میں
ارشاد ہے۔

ليقضی الله امرأ کان مفعولا
تا کہ جس معاملہ کا اللہ فیصلہ کر چکا ہے
اسے ظہور میں لے آئے۔ (انفال: ۴۲/۸)

سورہ فیل میں اصحاب فیل کو عصف ماکول سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ
جنگ میں انھیں ایسی سخت ہزیمت اٹھانی پڑی کہ ان کی تمام طاقت پارہ پارہ ہو گئی
اور کچھ دنوں بعد ان کی حکومت کے تار و پود بکھر گئے۔ یہ تشبیہ عربی زبان میں مستعمل
ہے۔ عدی بن زید کے یہاں یہ اسلوب دیکھا جاسکتا ہے۔ ۱۶۴

تم صاروا کأنهم ورق جف
فالوت به الصبا والدبور ۱۶۵
(پھر وہ خشک پتوں کے مانند ہو گئے، جس کو پروائی، اور پچھوائی ہوا میں لئے لئے
پھرتی ہیں)

کلام عرب اور اہل سیر کے حوالوں سے مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ قبائل عرب وقتاً فوقتاً اس کی فوج پر ہلا بول دیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ عرب نہ صرف یہ کہ ابرہہ کے مخالف تھے بلکہ اس کے خلاف برسرِ پیکار تھے، ابرہہ کے ساتھ ہونے والی جھڑپوں کے چرچے عربوں میں عام تھے، بعض شعراء نے اس پر فخر کا اظہار بھی کیا ہے۔ ۱۶۱۔ قدیم اسلامی شاعر ذوالرمہ نے اپنی شان و شوکت کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

وابرہۃ اصطادات صدور رماحنا جہاراً وعشون العجاجة أکدر
(اور ہمارے نیزوں نے علانیہ ابرہہ کا شکار کیا اور (فضا) سخت گردوغبار سے اٹی ہوئی تھی)

تنحیٰ لہ عمرو فشنک ضلوعہ بنافذۃ نجلاء والخیل تنصیر ۱۶۷
(عمرو اس کی جانب بڑھا اور نیزے کے کاری زخم سے اس کی پسلیاں توڑ دیں اور شہسوار ثابت قدم رہے)

علماء سیر کے بیان کے مطابق ابرہہ کا حملہ موسم حج میں ہوا تھا، کلام عرب میں اس کی شہادتیں موجود ہیں۔ ابرہہ کے آدمی قربانی کے کچھ اونٹ بھی ہنکالے گئے تھے۔ ۱۶۸۔ جس کا تذکرہ عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف کے اشعار میں موجود ہے۔ ۱۶۹۔
لاہم أحنز الاسود بن مقصود الاخذ الہجمة فیہا التقلید
(اے اللہ اسود بن مقصود کو رسوا کر جس نے قربانی کے ان اونٹوں کو پکڑ لیا ہے جن کی گردنوں میں قلاوے تھے)

بین حراء وثیبر فالبید یحبسہا وہی اولات التطرید
(حراء، ثبیر اور بید کی وادیوں میں ان کو روکا، اور وہ ہنکالے جانے کے لئے تھے)

فضہما الی طماطم سود أخفزه یارب وانت محمود ۱۷۰
(پھر ان کو جھشی غلاموں کے حوالہ کیا اے میرے اللہ! تو اس کو اپنی امان سے محروم کر دے تو حمد کا سزاوار ہے)

شعراء نے ان لوگوں کی مذمت بھی کی ہے جنہوں نے ابرہہ کے خلاف جنگ میں ساتھ نہیں دیا اور خانہ کعبہ کے تحفظ میں بزدلی کا ثبوت دیا۔ اور دشمنوں سے مل کر ساز باز کی۔ اے اس کی طرف ضرار بن خطابؓ نے اس طرح اشارہ کیا ہے۔

وفرت ثقیف الی لانہا بمنقلب الخائب الخاسر ۳۷
(اور قبیلہ ثقیف کے لوگ ایک ناکام و نامراد بھاگنے والے کی طرح اپنے معبود لات کی طرف بھاگ گئے)

”طیراً ابابیل“ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا نے تین روایات تفسیر ابن جریر سے نقل کی ہیں، دوسری روایت کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے چڑیاں مراد ہیں، جن کے چونچ سوئڈ کے مانند اور چنگل کتے کے پنجوں کی طرح تھے۔ حضرت ابن عباس کی اس روایت میں چونچ کے لئے جو سوئڈ کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ شکاری چڑیوں کے لئے آتا ہے۔ ۱۱۷۷ امرء القیس کا شعر ہے۔

کأنہا لقوة طلب کان خرطومها من شال ۵
(وہ گھوڑی شکاری عقاب کی طرح ہے، گویا اس کی چونچ کرچھے کے مانند ہے)
جملہ مفسرین کا خیال ہے کہ سنگ باری چڑیوں کی جانب سے ہوئی، اس کے برعکس مولانا فرامی کا خیال ہے کہ سنگباری آسمان اور ہوا سے ہوئی۔ ۱۱۷۶ اس سلسلے میں مولانا کو شدید تنقید کا ہدف بنایا گیا۔ ۱۱۷۷ یہاں تک کہ انہیں منکرین حدیث کی صف میں لاکھڑا کیا گیا۔ ۱۱۷۸ مولانا نے اپنے موقف کی تائید میں کلام عرب سے ایسے لوگوں کی شہادت پیش کی ہے۔ ۱۱۷۹ جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے۔ ۱۱۸۰ اسی واقعہ کو ابوقیس ۱۸۱ کی زبان سے سنئے۔

ومن صنعه يوم فيل الحبو ش اذ كلما بعثوه رزم
(اور اہل حبشہ کے ہاتھی والے دن اس کے عجیب کرشموں میں سے یہ ہوا کہ جتنا اس کو اٹھاتے تھے اتنا ہی وہ بیٹھا جاتا تھا)

محاجنہم تحت اقرباہ وقد کلموا انفسہ فانخرم

(ان کے آنکس اس کی کمر اور پیٹ کے نیچے زخمی کر رہے تھے اور انھوں نے اس کی سونڈ زخمی کر ڈالی تھی)

وقد جعلوا سوطه مغولا اذا يَمُموه قفاه كلم
(اور گپتی کو انھوں نے کوڑا بنایا، جب اس سے اس کو مارتے تھے تو وہ اس کے سر کو زخمی کر دیتی تھی۔)

فارسل من ربههم حاصب يلفهم مثل لف القزم ۲۲
(پس اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفانی ہوا بھیجی جو انھیں خس و خاشاک کی طرح لپیٹ لیتی تھی)

اسی واقعہ کو صفی بن عامر یعنی ابوقیس بن اسلت جاہلی یثربی کی زبانی سنئے۔
قوموا فصلوا ربکم وتعوذوا بارکان هذا البيت بین الاحاشب
(اٹھو اور اپنے رب سے دعا کرو، اور اس گھر کے ستونوں کی پناہ لو جو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے)

فعندکم منه بلاء مصدق غداة الی یکسوم هادئ الکتاب
(پس تمہارے اوپر اللہ کی جانب سے ایسا انعام نازل ہوا ہے جو تصدیق کرنے والا ہے وعدوں کا، ابو یکسوم (ابرہہ) کے دن جو دستوں کی قیادت کر رہا تھا)

فلما اجازوا بطن نعمان ردهم جنود الاله بین ساف وحاصب
(جب وہ نے وادی نعمان سے آگے بڑھے تو اللہ کی افواج نے انھیں وادی ساف اور حاصب کے مابین پسپا کر دیا)

قولوا سرا عانا دمین ولم یؤب الی اهلہ ملجیس غیر عصائب ۲۳
وہ نامراد تیزی سے واپس ہوئے اور فوج میں سے چند لوگوں کے علاوہ کسی کو اپنے اہل و عیال سے ملنا نصیب نہ ہوا۔

جاہلی شاعر طفیل غنویؒ کا شعر دیکھئے۔

ترعی مذانب وسمی اطاع له بالجوع حیث عصی اصحابه الفیل ۲۵

(ایسے اسیل گھوڑے کو چرار ہے جو جنہوں نے فاقہ میں بھی ان کی فرماں برداری کی، جبکہ ہاتھیوں نے اپنے مالکوں کی نافرمانی کی)

ابو امیہ بن ابی الصلت قبیلہ ثقیف کا جاہلی شاعر ہے طائف کا باشندہ ہے یہ قبیلہ لات اور غنم کو پوجتے تھے، ان کا ایک خاص معبد تھا، جس میں کلید برداری وغیرہ کے مناصب تھے، جس کی وجہ سے قبیلہ ثقیف اور قریش کے مابین ایک حریفانہ چشمک رہتی تھی وہ کہتا ہے۔ ۱۸۶

ان ایات ربنا بینات لایماری بہن الا الکفور
(ہمارے رب کی نشانیاں واضح ہیں، صرف کافر ہی ان کا انکار کر سکتے ہیں)

حبس الفیل بالمغمس حتی ظل یحبو کأنه معفور
(اس نے وادی مغمس میں ہاتھی کو روک دیا، یہاں تک کہ وہ گھٹنے کے بل اس طرح چلنے لگا جیسے کوچیں کاٹی ہوئی اونٹنی کے مانند)

واضعاً حلقة الحران کما قطر
اس نے اپنی گردن کا اگلا حصہ زمین پر اس طرح گرا دیا جیسے کوہ کبک سے کوئی چٹان نیچے آگئی ہو)

کسی شاعر نے ابرہہ اشرم کے باب میں اس طرح کہا ہے۔

ایسن الفرار والالہ الطالب والأشرم المغلوب غیر الغلب^{۱۸۸}
(اب کون سی راہ فرار ہے جبکہ اللہ تمہارے تعاقب میں ہے اور اشرم غلبہ حاصل کرنے کے بجائے مغلوب ہوگا)

عبدالمطلب^{۱۸۹} نے کوہ حراء پر چڑھ کر کہا:

لاہم ان المرء یمنع راحلہ فامنع راحلک
(اے اللہ! بیشک انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر)

لا یغلبن صلیبہم ومحالہم ابدأ محالک
(ان کی صلیب اور ان کی قوت کبھی تیری قوت^{۱۹۰} پر غالب نہیں ہوگی۔)

ان كنت تاركهم وقبلتنا فامرما بدالك
(اگر تو ہمارے قبیلہ کو ان کے زیر نگیں کرنا چاہتا ہے تو وہی کر جو تیری مرضی ہو)
جاہلی شاعر نفیل بن حبیب حرمی موقع پر موجود تھا کہتا ہے۔ ۱۹۱

الاردی جمالك ياردينا نعمناكم مع الاصبح عينا
(اے ردینہ! تم اپنے اونٹوں کو واپس لاؤ، تمہارے دیدار سے آنکھیں لطف
اندوز ہوں گی)

فإنك لسورأيت ولن تريه الى جنب المحصب مارأينا
اگر تم دیکھتی اور اب تو تم اس کو نہیں دیکھ سکتی ہو جس کا وادی محصب کے پہلو میں ہم
نے مشاہدہ کیا)

اكل الناس يسال عن نفيل كان على للحبشان دينا
(ہر شخص نفیل ہی کو پوچھتا ہے۔ گویا کہ حبشیوں کا مجھ پر قرض ہے۔ ۱۹۲)

حمدت الله اذا عاينت طيرا وحصب حجارة تلقى علينا
(میں نے چڑیوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا، اور ہمارے اوپر پتھروں کی بارش
ہو رہی تھی)

مغیره بن عبداللہ الحزومیؓ نے کہا۔

أنت حبست الفيل بالمغمس حبسته كأنه مكر دس
(تو نے وادی مغمس میں ہاتھی کو روک دیا۔ جیسے کسی شخص کو ہاتھ پیر باندھ کر ڈال
دیا گا ہو۔)

محتبس تزهق فيه الانفس ۱۹۳

(ایک قید خانہ کی طرح ہے جس میں جان نکل جاتی ہیں)
آگے مولانا نے نابذ کے اشعار نقل کئے ہیں جو اس کے قبیلہ کی تعریف میں
کہے گئے ہیں، ان اشعار میں گوشت خور چڑیوں کا ذکر کیا ہے۔

اذا ما غزوا بالحبش حلق فوقهم عصاب طير تهتدى بعصاب

(جب وہ فوج لے کر حملہ کرتے ہیں تو چڑیوں کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے اوپر منڈلاتے ہیں)

تراهن خلف القوم خزرا عيونها جلوس الشيوخ في ثياب الارانب
(فوج کے پیچھے چڑیاں بیٹھی ہوئی، کن اکھیوں سے دیکھ رہی ہیں جیسے پوتین
اوڑھے شیوخ بیٹھے ہوں ۱۹۵)

جوانح قدايقن ان قبيله اذا ماالتقى الجمعان اول غالب ۱۹۵
(وہ گرا چاہتی ہیں، کیونکہ انھیں یقین ۱۹۶ ہے کہ دونوں کی مدد بھڑ کے وقت
توانہی کی فوج غالب رہتی ہے)
اسی مضمون کو ابوالو اس نے اس طرح ذکر کیا ہے۔

تتأى الطير غدوته ثقة بالشعب من جزره ۱۹۷
(چڑیوں نے صبح ہی اس یقین سے قصد کیا کہ اس کے اونٹوں سے شکم سیر ہو سکیں گی)
”آلم نر“ میں خطاب کے سلسلے میں مفسرین کی عام رائے یہ ہے کہ رسول
ﷺ کی جانب ہے لیکن مولانا کا خیال ہے کہ خطاب کا رخ افراد اہل مکہ کی جانب
ہے، کیونکہ ترمیم کا لفظ اس تاویل کا متحمل نہیں ہے اور ترمیم کا لفظ علیہم کی ضمیر مجرور سے
حال پڑا ہوا ہے۔ اس پر مولانا نے تفصیلی بحث کی ہے۔ اور کلام عرب سے اس طرح
کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک آیت بھی پیش کی ہیں۔

”يوم تشقق الأرض عنهم سراعاً“ جس دن زمین پھٹے گی اور لوگ اس
کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے (ق/۴۴)
چار ہے ہوں گے۔

اس آیت میں لفظ ”سراعاً“ عنہم کی ضمیر مجرور سے حال پڑا ہوا ہے۔ ۱۹۸
اسی طرح کے مثال کی لئے امرء القیس کا شعر دیکھئے:

فلما اجن الشمس عنى غيادها نزلت اليه قائماً بالخصيص ۱۹۹
(جب سورج غروب ہو گیا تو میں اتر کے اس کے پاس آیا جو ہموار زمین پر کھڑا تھا)

اور اسی کا دوسرا شعر ہے۔

کان سرائه لدى البيت قائما
مداك عروس أوصلاية حنظل ۲۰۰
(جب گھوڑا گھر کے پاس کھڑا رہتا ہے تو اس کی پیٹھ تو ایسی لگتی ہے جیسے دو لہن کا
سہاگ یا اندارن کے پھل توڑنے کا چوڑا پتھر)
اور اعلیٰ کا شعر ہے۔

وقیامی علیہ غیر مضیع
قائماً بالغدو والآصال ۲۰۱
(اور صبح و شام میری طرف سے اس کی دیکھ بھال ضائع نہ ہوگی)
لبید کا شعر ہے:

باتت واسبل واكف من ديمة
یروی الحمائل دائما تسجامها ۲۰۲
(رات ایسی بسر کی کہ وہ جھڑی جو درختوں کی زمینوں اور گھاس والے پھلوں کو
تروتازہ کرے برابر لگی رہی)
نابغہ بنی جعدہ کا شعر ہے:

تلاؤا كالشعری العبور توقدت
وكان عماء دونها فتنحسرا ۲۰۳
(وہ شعری عبور کی طرح ابر سے نکل کر چکا اور پھر غائب ہو گیا)

ونهنهته حتى لبست مضافة
مضاعفة كالنهی ریح وامطر ۲۰۵
(اور میں نے اس رو کا یہاں تک کہ ایک ڈھیلی ڈھالی زرہ پہنی جس میں اس
تالاب کی سی لہریں تھیں جس پر ہوا چل گئی ہو اور پانی برس گیا ہو)
ابوذویب ہذلی کا شعر ہے:

ولیاتین عليك يوم مرة
یبکی عليك مقنعا لاتسمع ۲۰۷
(اور تم پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ تم کو دفن کر کے تمہارا ماتم ہوگا اور تم نہیں
سنو گے)

مولانا ”ترمیم“ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اصلاً کانت ترمیم ہے کیونکہ
مضارع سے قبل افعال ناقصہ کے حذف کردینے کا قاعدہ عربی میں عام ہے۔ اس کی

قرآن مجید اور کلام عرب میں بیشمار مثالیں موجود ہیں۔ ۲۰۸

وسخرها عليهم سبع ليال
وثمانية ايام حسوماً فترى
القوم فيها صرعى كأنهم
اعجاز نخل خاوية
(الحاقہ: ۷/۶۹)

اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات
رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا
(تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ
وہاں اس طرح کچھڑے پڑے ہیں
جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں

مستم بن نوریہ کا شعر ہے:

تقول ابنة العمرى مالك بعدما
(عمری کی بیٹی کہتی ہے یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے میں تمہیں
نہایت ہشاش بشاش اور آراستہ زلفوں والا دیکھتی تھی)
خداش بن زہیر بن ربیعہ:

قفار وقد ترعى بها ام رافع
(اب چٹیل میدان ہے۔ جبکہ اس کی شادایاں جو پہاڑیوں کے مابین ہیں اس
میں ام رافع رہا کرتی تھی۔)

☆/☆

حواشی

۱۲۷ المعلم عبد الحمید الفراهی، تفسیر سورۃ والعصر من نظام القرآن
مطبعة فیض عام، علی گڑھ، الہند، ۱۳۲۶ھ، ص ۳
۱۲۸ اس شعر کی ایک روایت اور ہے دیکھئے، دیوان امرء القیس، ص ۱۲۷ اور کتاب
شعراء النصارۃ، ص ۵۸،

الاعم صباحاً ایہا الطلل البالی ☆ وهل یعمن من كان فی العصر الخالی
۱۲۹ یہ شعر قدرے فرق کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے۔

فذاك عصر وقد ارانی ☆ تحملنی نهدۃ سرحوب

(کتاب شعراء النصرانیۃ، ص ۶۰۹)

۱۳۰ متلمس کا تعلق بنی ضمیعہ سے ہے، جن کا انتساب قبیلہ ربیعہ کی جانب ہے، اہل بحرین کا جاہلی شاعر ہے، اور طرفہ بن عبد کا ماموں ہے، اس کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔ اور اسے مستشرق ویلرس (Vallers) نے جرمن زبان میں منتقل کیا ہے۔ (الاعلام، ۱۱۹/۲)

۱۳۱ قطامی کا تعلق بنی شہم بن بکر سے ہے، اس کا پورا نام عمیر بن شمیم بن عمرو بن عباد ہے۔ قطامی لقب ہے غزل کا نمائندہ شاعر ہے، عراق کے قبیلہ تغلب کے نصاری میں سے ہے وہ اسلام سے سرفراز بھی ہوا، ابن سلام نے اسے اسلامی شعراء کے دوسرے خانہ میں رکھا ہے لیڈن سے اس کا دیوان شرح کے ساتھ شائع ہوا، دوبارہ اس کا محقق ایڈیشن بغداد سے شائع ہوا۔ (الاعلام، ۵/۸۸-۸۹)

۱۳۳ دیوان القطامی (تحقیق الدكتور، ابراہیم السامرائی، احمد مطلوب)

الطبعة الأولى دار الثقافة بیروت، ۱۹۶۰ء، ص ۲۳

۱۳۴ یہ شعراں طرح بھی پایا جاتا ہے۔

فان لم تترکی عذلی سفاهاً۔ تلمک علی نفسک ای عصر

(کتاب شعراء النصرانیۃ، ص ۷۷)

۱۳۵ تفسیر سورہ والحصر، ص ۴

۱۳۶ مثقب عبدی کا تعلق قبیلہ ربیعہ کی شاخ بنو عبد القیس سے ہے، وہ اہل

بحرین کا جاہلی شاعر ہے اور صاحب دیوان ہے (الاعلام، ۳/۲۳۹)

۱۳۷ کتاب شعراء النصرانیۃ، ص ۴۱۵

۱۳۸ قس بن ساعدہ کا تعلق بنو یادیہ سے ہے، اس کا حکماء عرب میں شمار ہے،

اور عرب کے چوٹی کے خطباء میں شامل ہے دور جاہلیت میں نجران کا بپ تھا، وہ

پہلا شخص ہے جس نے تلوار یا ڈنڈے پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا نبوت سے قبل اس

نے آنحضرت ﷺ دیکھا تھا (الاعلام، ۵/۱۹۶)

۱۳۹ کتاب شعراء النصرانیہ، ص ۲۱۳

۱۴۰ تفسیر سورہ والعصر، ص ۵-۴

۱۴۱ جملہ اشعار العرب، ص ۱۷۸، ۱۷۹

۱۴۲ تفسیر سورہ والعصر، ص ۷

۱۴۳ ربیعہ بن مقروم بن قیس ضمی کا شمار حماسی شعراء میں ہوتا ہے۔ یہ مخضرمی

شاعر ہے (الاعلام، ۱۷۳-۱۷۴)

۱۴۴ المفصلیات، ص ۸۲

۱۴۵ سوید بن ابی کابل ہشکری مخضرمی شاعر ہے، ابن سلام نے اسے عمرہ کی

صف میں شمار کیا ہے، شاکر العاشور نے اس کے اشعار کو ترتیب دے کر بصرہ سے

شائع کیا ہے۔ (الاعلام، ۱۳۶/۳)

۱۴۶ کتاب شعراء النصرانیہ، ص ۲۲۸

۱۴۷ شرح دیوان البید بن ربیعہ العامری، ص ۲۸۶

۱۴۸ تفسیر سورہ والعصر، ص ۸

۱۴۹ دیوان حاتم الطائی (تحقیق و شرح: کرم البستانی)، مکتبہ صادر، بیروت، ۱۹۵۳ء

۱۵۰ ذوالاصبع العدوانی ایک دقیق النظر شاعر ہے اس کا قدیم جاہلی شعراء میں شمار

ہوتا ہے، اس کا تعلق بنی عدوان سے ہے، اور اس قبیلہ کا تعلق جدیدہ سے ہے

الاصبح کے سوانحی حالات کے لئے دیکھئے تحریر الاغانی۔ ابن واصل الحموی

تحقیق الداکٹر حسین وبراہیم مطبعت مصر، القاہرہ، ۱۹۵۵ء، ص ۳۵۳-۳۶۳ نیز

دیکھئے۔ کتاب شعراء النصرانیہ، ص ۶۵۳۔

۱۵۱ علامہ حمید الدین فراہی تفسیر نظام القرآن (ترجمہ امین احسن اصلاحی) دائرہ حمیدیہ،

مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ، ص ۳۳۵۔

۱۵۲ دیوان زہیر بن ابی سلمی (تحقیق و شرح کرم البستانی) مکتبہ صادر، بیروت

(بدون تاریخ) ص ۱۳۳

۱۵۳۔ المعلم عبد الحمید الفراءى، تفسیر سورہ الفیل من نظام القرآن مطبعة معارف،

اعظم گڑھ، الہند ۱۹۳۵ء (۱۳۵۴ھ) ص ۱

۱۵۴۔ دیوان التاباذلیانی (صحیحہ جل غرایبہ الاستاذ شیخ عبد الرحمة سلام)

مطبعة المصباح۔ بیروت، ۱۹۲۹ء ص ۳۲

۱۵۵۔ دیوان زہیر بن ابی سلمیٰ (تحقیق و شرح: کرم البستانی) مکتبہ صادر، بیروت،

۱۹۵۳ء ص ۳۵

۱۵۶۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۔ ۲

۱۵۷۔ کعب بن زہیر کی حیات و شاعری کے لئے دیکھئے شعراء والرسول، سعید

الاعظمی الندوی، مکتبہ الفردوس، مکارم ناغر، لکھنؤ، ص ۳۷۳۔ ۵۵۱ نیز دیکھئے معجم

الشعراء۔ المرزبانی (تحقیق عبدالستار احمد فرج) دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۹۶۰ء

ص ۲۳۰۔ ۲۳۱

۱۵۸۔ پورا شعرا اس طرح ہے فلا یغرنک ملعت وملوعدت بنی الأملی والأحلام تفضیل

(شرح دیوان کعب بن زہیر، دار الکتب المصریہ، القاہرہ۔ ۱۹۵۰ء، ص ۹)

۱۵۹۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۲

۱۶۰۔ دیوان الأعشى الکبیر میمون بن قیس (شرح و تعلیق: الدکتور محمد حسن) مکتبہ الآداب

بالجمامیر (بدون التاريخ) ص ۳۰،

۱۶۱۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳

۱۶۲۔ یہ شعر دیوان الأعشى اور کتاب الصبح المیز میں موجود نہیں ہے

۱۶۳۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳

۱۶۴۔ ایضاً، ص ۳

۱۶۵۔ کتاب شعراء النهرانیہ۔ مطبعة الآباء المرسلین الیسوعیین فی بیروت، ۱۸۹۰ء ص

۴۴۳۔

۱۶۶۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۷

- ۱۶۷ دیوان ذی الرمہ، المکتب الاسلامی۔ المطبۃ الاولیٰ، ۱۹۶۳ء ص ۳۱۸
- ۱۶۸ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۷
- ۱۶۹ دیکھئے عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، (تحقیق، علی محمد الجبای)، مکتبۃ نہضۃ مصر و مطبعہا، الفجالة، مصر، القاہرہ، (بدون تاریخ) ۳/۱۰۸۵
- ۱۷۰ سیرۃ النبی لابن ہشام ۵۲/۱
- ۱۷۱ تفسیر سورہ الفیل، ص ۱۸
- ۱۷۲ ضرار بن خطاب جری اور نامور صحابی رسول ہیں، آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ قریش کے اندران سے بڑا کوئی شاعر نہ تھا، (الاعلام، ۳/۲۱۵)
- ۱۷۳ ابن ہشام، سیرۃ النبی (راجع اصولہا، وضبط غریبہا، وعلق حواشیہا وضع فہارہا: المرحوم الشیخ محمد محی الدین عبد الحمید دار الفکر، ۱۰/۱۹۳ء ص ۲۸)
- ۱۷۴ تفسیر سورہ الفیل، ص ۲۳
- ۱۷۵ دیوان امرء القیس (تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم) دار المعارف، مصر، ۱۹۵۷ء ص ۹۲
- ۱۷۶ تفسیر سورہ الفیل، ۳۲، ۳۳
- ۱۷۷ اس سلسلے میں دیکھئے شبیر ازہر میرٹھی تفسیر سورہ فیل، الرشاد، جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ، یو پی، ۱۱/۵۱-۵۲ اکتوبر نومبر ۱۹۸۵ء ص ۶-۱۹۔
- ۱۷۸ وضاحت کے لئے دیکھئے محمد رضی الاسلام ندوی، مولانا فرائی اور حدیث سہ ماہی تحقیقات اسلامی (علی گڑھ) ۹/۲، اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۰ء ص ۲۶-۵۷
- ۱۷۹ وضاحت کے لئے دیکھئے، دو عمدہ مضمون (مولانا بودودی و چودھری غلام احمد پرویز) ناشر بدر الدین اصلاحی باہتمام عبدالاحد الاصلاحی مطبع اصلاح، سرانے میر، اعظم گڑھ۔ ۱۹۳۶ء ص ۲-۳۴
- ۱۸۰ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳۲
- ۱۸۱ ابوقیس بن الاسلم کے لئے دیکھئے کتاب الجاظ الحیوان، (تحقیق و شرح: عبد السلام محمد ہارون، مطبۃ البابی الکلی، مصر، ۱۹۳۸ء ص ۳/۲۵)

۱۸۲۔ دوسرا اور تیسرا شعر سیرت ابن ہشام میں اس طرح موجود ہے۔

محاجنہم اقربہ ☆ قد شرحوا نفعہ فانخرم

فارسل من فوقہم حاصبا ☆ فللفہم مثل لف القزم

(ابو محمد عبدالملک بن ہشام، سیرۃ النبی، راجع اصولہا وضبط غریبہا وعلق حواشیہا و وضع

فہار سہا المرحوم محمد محی الدین عبدالحمید) دار الفکر (بدون تاریخ) ۶۱/۱-۶۰

۱۸۳۔ پہلا، تیسرا اور چوتھا شعر سیرت ابن ہشام میں تھوڑے سے فرق کے

ساتھ اس طرح موجود ہے۔

فقو موافصلو اربکم و تمسحوا۔ بارکان هذا البيت بين الأخاشب

فلما أتاکم نصر ذوی العرش ردہم۔ جنود الملیک بین ساف و حاصب

فولوا سرا عاھار بین ولم یؤب۔ الی اھلہ ملحیش غیر عصائب

(سیرۃ النبی) ۵۹/۱

۱۸۴۔ طفیل غنوی کا دور جاہلی کے قول اشعراء میں شمار ہے۔ وہ بہت بہادر تھا، گھوڑوں

کے حوالہ سے اس نے عربوں کی بہت تعریف کی ہے گھوڑوں کی صفات چونکہ کثرت

سے بیان کی ہیں اسلئے اسے طفیل انخیل بھی کہا جاتا ہے۔ اور اپنی شاعری میں حسن

پیدا کرنے کے سبب اسے ”الحجر“ بھی کہا جاتا ہے۔ نابغہ جعدی اور زہیر بن ابی

سلمیٰ کا معاصر رہا ہے۔ (الاعلام، ۳۰/۳۸۸)

۱۸۵۔ کتاب الحیوان (تحقیق و شرح عبدالسلام ہارون) مکتبۃ مصطفیٰ۔ البابۃ الخلی،

مصر، ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۷ء/۱۹۷۷ء

۱۸۶۔ تفسیر سورہ الفیل، ص ۲۵

۱۸۷۔ پہلا اور دوسرا شعر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ سیرت ابن ہشام میں اس طرح ہے۔

إن آیات ربنا ثاقبات - لا یماری فیہن الا الکفور

لازما حلقة الجیران کما قَطِرَ من صخر کبکب محدود

(سیرۃ النبی لابن ہشام، ۶۳/۱)

اصحاب فیل پر مولانا نے جو گفتگو کی ہے، وہاں پر انہوں نے ”کتاب الحیوان“ سے استفادہ کیا ہے، دیکھئے الجاحظ۔ کتاب الحیوان (تحقیق و شرح عبدالسلام محمد ہارون) مکتبہ مصطفیٰ البانی اعلیٰ، مصر ۱۹۹۷ء۔ ۱۲۷

۱۸۸۔ یہ شعر سیرۃ النبیؐ میں اس طرح موجود ہے:

این المفرو والالہ الطالب۔ والاشرم المغلوب لیس الغالب

(سیرۃ النبیؐ لابن ہشام/۵۳)

۱۸۹۔ عبدالمطلب دور جاہلیت میں قریش کے سردار تھے، اور آنحضور ﷺ کے دادا ہیں، (الاعلام۔ ۱۵۴/۳)

۱۹۰۔ پہلا اور دوسرا شعر اس طرح بھی ہے۔

لاہم إن العبد یمنع۔ رحلہ فامنع حلالک
لا یغلبن صلیہم۔ ومحالہم غدواً محالک

(سیرۃ النبیؐ۔ ۵۱/۱)

۱۹۱۔ نفیل بن حبیب حشمی جاہلی شاعر ہے، ذوالیدین لقب ہے، یہ ابرہہ کی فوج میں شامل تھا یوم فیل سے متعلق کئی اشعار کی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے۔ (الاعلام، ۳۵/۸)

۱۹۲۔ یہ اشعار قدرے فروق کے ساتھ اس طرح بھی مروی ہیں:

ألا حیث عنایا ردینا	نعمناکم مع الاصبح عینا
ردینہ لورایت فلاترہ	لدی جنب المحصب مارأینا
وکل القوم یسأل عن نفیل	کأن علی للحبشان دینا
حمدت اللہ إذا ابصرت طیرا	وخفت حجارة تلقی علینا

(سیرۃ النبیؐ، لابن ہشام/۵۳)

۱۹۳۔ مغیرہ مخزومی کا دور جاہلیت میں سرداران قریش میں شمار تھا، عبدالمطلب بن ہاشم کے معاصر تھے، انھوں نے عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے قربانی

- ۱۹۴ الجاحظ کتاب الخو ان۔ (تحقیق و شرح: عبدالسلام محمد ہارون) المطبعة الاولى۔ مطبعة مصطفى البانی واولادہ۔ مصر، ۱۹۳۵ء/۷۹
- ۱۹۵ دوسرے شعر میں ”لا رانب“ کی جگہ ”المراتب“ کی بھی روایت ہے۔ (دیوان النابغہ الذبیانی، ص ۱۰)
- ۱۹۶ ابونواس کی حیات و خدمات کے لئے دیکھئے احمد حسن الزیات: تاریخ الادب العربی (بدون تاریخ و مطبع) ص ۲۷۲-۲۷۳
- ۱۹۷ دیوان ابی نواس (حقوقہ وضبطہ و شرحہ: احمد عبدالجید الغزالی) دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان۔ ۱۹۵۳ء ص ۵۳۱
- ۱۹۸ تفسیر سوزہ الفیل، ص ۳۰
- ۱۹۹ دیوان امرء القیس، ص ۷۴
- ۲۰۰ یہ شعر دیوان میں اس طرح بھی ہے۔
كان على الكتفين منه اذا انتحى۔ مذاك عروس أو صراية حنظل
(دیوان امرء القیس، ص ۲۱)
- ۲۰۱ کتاب الصبح المنیر، ص ۲۵۴
- ۲۰۲ شرح لبید بن ربیعہ العامری (حقوقہ و قدم لہ: الدکتور احسان عباس)
الکویت ۱۹۶۲ء ص ۳۰۹
- ۲۰۳ تابعہ جعدی عامری ایک کہنہ مشق شاعر اور معمر ترین صحابہ کرام میں سے تھے، انھیں نابغہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ تیس سال گزرنے کے بعد انہوں نے اچانک شعر کہے، ان کا شمار ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے ظہور اسلام سے قبل بتوں سے علاحدگی اختیار کی اور شراب سے دوری اختیار کرنے کی تعلیم دی، نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، مستشرقہ Maria Nallino نے آپ کے متفرق اشعار کو جمع کر کے تحقیق کے

- ۲۰۴ ساتھ شائع کیا اور اسے اطالوی زبان میں منتقل بھی کیا (الاعلام ۲۰۷/۵)
- ۲۰۵ جمہورۃ اشعار العرب۔ ابو زید محمد بن ابی الخطاب القرشی۔ دار صادر بیروت ۱۹۶۳ء
- ۲۰۶ ص ۲۷۷
- ۲۰۷ ایضاً ص ۲۷۹
- ۲۰۸ ابو ذؤب ہذلی کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے، یہ مختصری شاعر ہے (الاعلام ۳۳۵/۲)
- ۲۰۹ جمہورۃ اشعار العرب، ص ۲۴۲
- ۲۱۰ تفسیر سورہ الفیل، ص ۳۱
- ۲۱۱ جمہورۃ اشعار العرب، ص ۲۶۲
- ۲۱۰ خداش بن زہیر عامری کا تعلق بنو عامر بن صعصعہ سے ہے، یہ ایک جاہلی شاعر ہے، اور اس کا شمار بنو عامر کے اشراف اور بہادروں میں سے ہے۔ اس کا لقب ”فارس الضحیاء“ ہے اس کی شاعری فخریہ بہادرانہ اشعار پر مشتمل ہے، ”حرب فجار“ میں وہ مشرکین کے ساتھ تھا، اس کے بعض سیرت نگاروں کا خیال ہے کہ بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن صحیح خیال یہ ہے کہ وہ جاہلی شاعر ہے، ابو عمرو العلاء کا کہنا کہ خداش کی شاعری لبید کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، لیکن لوگوں نے لبید کی برتری کو تسلیم کیا ہے۔ (الاعلام ۳۰۲/۲)
- ۲۱۱ جمہورۃ اشعار العرب، ص ۱۸۸